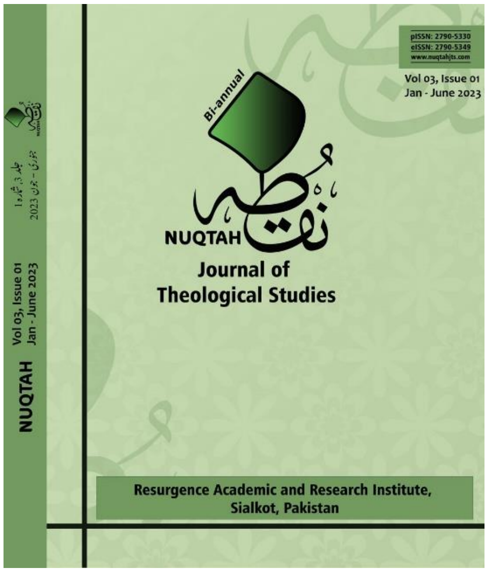

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annually)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

مسلم نشاۃ ثانیہ کے لیے امامت وقیادت کی ضرورت، ایک تحقیقی مطالعہ

The Need for Imamate and Leadership for Muslim Renaissance, A Research Study

Dr. Syed Muhammad Nasim Sarwer
Assistant Professor, Govt Degree Boys College Manghopir
Email: nasim.sarwer@gmail.com

Dr. Zubair Ahmed
Assistant Professor, Iqra University Karachi, Pakistan
Email: zubairnaseem87@gmail.com

Published online: 30th June 2023

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

مسلم نشاۃ ثانیہ کے لیے امامت و قیادت کی ضرورت، ایک تحقیقی مطالعہ

The Need for Imamate and Leadership for Muslim Renaissance, A Research Study

ABSTRACT

Islam as a complete religion is a complete constitution of life. In Islam, there are rules and regulations for individual and collective life as well as perfect guidance in all aspects of life. Islam describes the methods of worship and guides how to run the state and guide the ummah. This is the imamate and leadership of diagnosing, resolving, and guiding the diseases of the country. Imamate and leadership are like shade in the desert, through which not only the shadow is provided, but other things are also arranged for its survival. The concept of ummah is not possible without imamate and leadership. Allah Almighty also sent the first person in this universe as imam and leader. The last pearl in this series of Prophetic Imamate and leadership sent by the Creator of the Universe is the Holy Prophet (ﷺ). After him, this responsibility is now on the shoulders of the Muslim Ummah. As long as the Muslim Ummah continued to perform the responsibilities of leadership, its glory remained intact. Turning away from it led to the decline of the Ummah. Verily, the last nail in the decline of the Muslim Ummah is the abdication of imamate and leadership (khilafat). Hakeem-ul-Ummat Allama Iqbal says with great pain about the plight of the Muslim Ummah, "You know that there is no leader of the Nation of Islam. Of course, the revival of the Muslim Ummah depends on it becoming endowed with imamate and leadership because the importance of leadership is like the heart and mind in the human body, which continues

to carry out the work of giving blood to the whole body and thinking. In the same way, leadership guarantees the survival of the entire nation and nation. This paper is an academic effort on the need for imamate and leadership in the Renaissance of the Muslim Ummah.

Keywords: Muslim Ummah, Imamat, Leadership, Renaissance, Characteristics of Leadership

تعارف امت مسلمہ

عربوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید کو بھلا کر تین سو ساٹھ بتوں کو اس جگہ سجا دیا تھا جو جگہ حضرت ابراہیمؑ نے صرف اپنے حقیقی رب کی عبادت کے لیے تعمیر کی تھی اور جس کا اعلان خالق حقیقی کے حکم سے کر دیا تھا۔

"وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ"[1]

"اور جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا۔ اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی اور دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔ "

حضرت ابراہیمؑ، بت پرستی کی فضا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کی ذمہ داری پر مامور کیے گئے۔ اسی ذمہ داری نے ان کے اندر وہ فہم و فراست اور استقامت و پامردی پیدا کر دی تھی کہ دنیا حیران رہ گئی۔ دعوت دین اور اقامت دین کے لیے داعی الی اللہ کی حیثیت سے وہ کام کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرد واحد کو امت کا لقب عطا کیا۔

"اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًاؕ وَ لَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ"[2]

"بلاشبہ ابراہیمؑ (اپنی ذات میں) ایک امت تھے۔ اللہ کے فرمانبردار اور یکسو رہنے والے تھے۔ اور وہ ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔"

صرف اللہ ہی کے ہو کر رہنا اور باقی تمام معبودانِ باطلہ سے اعلان براءت کا اظہار کرنا، امامت و قیادت کے اعلیٰ اوصاف میں سے ہے۔ اسی خصوصیت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا:

"قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا"[3]

"بے شک میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔"

سیدنا ابراہیمؑ کی نسل سے دو بڑی شاخیں نکلیں۔ ایک حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد جو عرب میں رہی۔ قریش اور عرب کے بعض دوسرے قبائل کا تعلق اسی شاخ سے تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پہلے اپنے لیے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی دعا مانگی اور پھر اپنی اولاد کے متعلق عرض کیا:

"وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ"[4]

"اور ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار اُمت پیدا فرما۔"

جس وقت یہ دعا کی گئی، اس وقت سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام ہی موجود تھے۔ لہذا امت مسلمہ کی دعا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے حق میں جاتی ہے۔ یہ فیصلہ تو بہر حال اللہ رب العزت کی طرف سے تھا وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے، چاہے یہود و نصاریٰ اسے اپنی طرف منسوب کرنے میں لگے رہیں، وہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں افضل المخلوقات کو زمین میں ایک دوسرے پر فضیلتیں عطا کیں ہیں۔

"وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ"[5]

"اور وہی (اللہ) ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا۔"

اس امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی احسان یہ ہے کہ دیگر امتوں کی بہ نسبت اس امت کو خاص فضیلت و عزت سے نوازا ہے۔ اور اس امت کو بھلائی میں دوسری امتوں پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ یہ امت دین کی بنیادوں پر قائم ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"هُوَ اجْتَبَاكُمْ"[6]

"اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے۔"

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ"[7]

"اے مسلمانو! تم بہترین امت ہو"

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تفسیر عثمانی میں رقمطراز ہیں:

"اُمتِ مسلمہ کی اہم ترین فضیلت یعنی تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے۔ ایسا ہی ہم نے تم کو سب اُمتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبرؐ کو سب پیغمبروں سے کامل برگزیدہ کیا تاکہ تم اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تمام اُمتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول شہادت قرار دیئے جاؤ"[8]

یہ امت سب سے بہترین اور معتدل امت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا "[9]

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک توسط (واعتدال) والی امت بنایا۔"

اس آیت کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں: "یہ اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اعلان ہے۔ امت وسط کا لفظ اس قدر وسیع معنویت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کسی دُوسرے لفظ سے اس کے ترجے کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مراد ایک ایسا اعلیٰ اور اشرف گروہ ہے، جو عدل و انصاف اور توسّط کی روش پر قائم ہو، جو دنیا کی قوموں کے درمیان صدر کی حیثیت رکھتا ہو۔"[10]

اسی طرح مولانا سواتیؒ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں: "وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے امت محمدیہ! ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے وسط کے معنی درمیان ہوتا ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو اسی لیے حضور ﷺ کا ارشاد ہے بہترین کام وہ ہیں جو درمیانے ہوں۔ غرضیکہ حضور ﷺ کی امت، امت وسط ہونے کے لحاظ سے بھی باقی اُمتوں سے افضل ہے۔"[11]

جامع ترمذی میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر کرتے ہوئے نبی مہربان ﷺ نے فرمایا:

" أَنْتُمْ تُتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ"[12]

"تم ستر امتوں کا تتمہ و تکملہ ہو تم اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور سب سے زیادہ باعزت ہو"

امامت پر سرفراز کیے جانے کا کیا مطلب ہے اس کے بارے میں صاحب تفہیم القرآن وضاحت فرماتے ہیں:

"اس طرح کسی شخص یا گروہ کا اس دنیا میں خدا کی طرف سے گواہی کے منصب پر مامور ہونا ہی در حقیقت اس کا امامت اور پیشوائی کے مقام پر سر فراز کیا جانا ہے۔ اس میں جہاں فضیلت اور سر فرازی ہے وہیں ذمّہ داری کا بہت بڑا بار بھی ہے۔۔۔ جس طرح خدا کی ہدایت ہم تک پہنچانے کے لیے رسُول اللہ ﷺ کی ذمّہ داری بڑی سخت تھی، حتّٰی کہ اگر وہ اس میں ذرا سی کوتاہی بھی کرتے تو خدا کے ہاں ماخوذ ہوتے، اسی طرح دنیا کے عام انسانوں تک اس ہدایت کو پہنچانے کی نہایت سخت ذمّہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔"[13]

اللہ رب العزت نے پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے نبی، امام و قائد کے طور پر بھیجا تھا اور اپنے آخری نبی ﷺ کو بھی امامت و قیادت کے ساتھ بھیجا۔ نبی ﷺ نبوت کے امام و قائد کی مالا میں آخری موتی کی طرح، آخری نبی ہیں۔ اب اس کے بعد کار نبوت کے سلسلے میں امامت و قیادت کی ذمہ داری اس امت کو دی گئی ہے کہ وہ اس فرض منصبی کو سنبھالے اور رہنمائی کا فریضہ سر انجام دے۔ لہذا حضور ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور سلف صالحین نے جب تک اس کو سنبھالے رکھا وہ عروج پر قائم رہے مگر آہستہ آہستہ دین اسلام سے دوری اور قیادت و رہنمائی سے غفلت نے امت مسلمہ کو پستی کے دلدل میں دھکیل دیا۔

نشاۃِ ثانیہ

نشاۃ ثانیہ فرانسیسی زبان کے لفظ Renaissance کا ترجمہ ہے جس کا معنی ہے دوبارہ پیدائش یا نشو نما۔ یہ وہ مغربی اصطلاح ہے جو تاریخی طور پر مغرب سے لیا گیا ہے۔ نشاۃِ ثانیہ سے مراد تاریخ کا وہ دور ہے جب یورپ میں علمی، ادبی اور فنون لطیفہ کی مختلف اقسام میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ علم کے احیاء نے یورپ میں جس مادی ترقیوں کا دروازہ کھولا وہ نشاۃ ثانیہ (Renaissance) کہلاتی ہیں۔ کیونکہ یونان اور روم کے زوال کے ہزار بارہ سو سال بعد یورپ کو نئی زندگی ملی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے مرہون منت ہے۔ ڈاکٹر حفیظ الرحمن صدیقی، مسلم نشاۃ ثانیہ میں لکھتے ہیں:

"مسلم حکماء کی تصانیف کی یورپی زبانوں میں منتقل کر دینے اور کلیسا کی چہار دیواری سے باہر کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنے سے یورپ میں ہر سو علم کی روشنی پھیل گئی اور یورپ آٹھ سو سالہ طویل دور تاریکی سے باہر نکل آیا، جس میں کلیسائی نظام نے پانچویں صدی عیسوی میں اسے مقید کر رکھا تھا۔ اسی کو یورپ میں احیائے علم کی تحریک کہا جاتا ہے۔ احیائے علم سے اہل یورپ کو بھی وہ تمام قسم کے فوائد حاصل ہونے لگے جو اس کی وجہ سے قبل ازیں مسلمانوں کو حاصل ہو چکے تھے۔ اسی احیائے علم کا نام یورپی نشاۃ ثانیہ (Renaissance) ہے۔"[14]

یورپی نشاۃ ثانیہ کا عروج

اس میں کوئی شک نہیں کہ بارہویں صدی میں یورپ میں مختلف علوم کی ترویج و احیاء کا جو کام ہوا اس نے تین چار صدیوں کے اندر یورپ میں فکری تجسس و تنقیدی طرز فکر سے کام لینے کے نئے رجحان کو جنم دیا اور بالآخر کلیسائیت کی جڑیں اکھڑ گئیں اور شہنشاہیت کو زوال کا سامنا کرنا پڑا اور بہت سے ملکوں میں تو اس نظام کا قلع قمع ہو گیا۔ ذہنی آزادی کے ساتھ ساتھ احیائے علم نے یورپ میں مختلف علمی اور مادی ترقیوں کا دروازہ کھول دیا۔ ذہنی آزادی کے نتیجے میں سولہویں صدی اور سترہویں صدی کے دوران یورپ میں بعض سائنس دانوں جیسے کوپر نیکس، کیپلر، گلیلیو، نیوٹن اور رابرٹ بوائل وغیرہ نے طبعی دنیا کے بارے نئے نظریات نے سائنسی انقلاب برپا کر دیا جو کہ مسلمانوں کے علوم ماحاصل تھا۔

بریفالٹ نے اپنی کتاب تشکیل انسانیت میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے:

"یورپ کی حیات ثانیہ عربوں کی وجہ سے ہوئی۔ یورپ کی حیات نو کا گہوارہ اٹلی نہیں بلکہ سپین تھا۔ جس وقت یورپ جہالت وبربریت کے تاریک ترین گڑھوں میں گرا ہوا تھا۔ اس وقت بغداد، قاہرہ، قرطبہ اور طلیطلہ سے وہ تہذیب اور زندگی نمودار ہو رہی تھی۔ جس نے بعد میں انسانی ارتقاء کو اک نئی صورت دی۔۔۔ اگر عرب نہ ہوتے تو عصر رواں کی مغربی تہذیب جنم ہی نہ لیتی۔۔۔ یورپی نشو ونما کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلامی تہذیب کا یقینی سراغ نہ مل سکے۔۔۔ یہ صحیح ہے کہ عربوں نے کوئی کاپر نیکی یا نیوٹن پیدا نہیں کیا۔ لیکن عربوں کے بغیر کاپر نیکی یا نیوٹن پیدا ہونا ناممکن تھا۔"[15]

علم کے احیاء کے نتیجے میں یورپ کو بارود کی صورت میں جو ایجاد ملا اس نے اہل یورپ کو بندوق اور توپ بنانے اور اسلحہ میں جن کے ذریعے اس کو استعمال کرنے کا موقع فراہم کیا جس کے نتیجے میں انہوں نے دنیا کے مختلف علاقوں میں طاقت کے بل بوتے پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ دوسری طرف احیائے علم کے نتیجے میں مادی ترقیاں شروع ہوئیں، مشینیں ایجاد ہوئیں جس نے مزدوروں کی کارکردگی بڑھادی اور ساتھی کارخانوں کے پیداوار میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ پیداواری زیادتی نے ان کو نئی منڈیوں کی تلاش میں مختلف دنیا کے علاقوں افریقہ، ایشیا، برما، ملایا، انڈونیشیا، چین اور برصغیر پاک وہند تک پہنچے اور انہیں اپنی منڈیاں بنالیا۔ منڈی بنانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان ممالک میں اپنے اثرات نفوذ پذیر کیے پھر سیاسی اثرات قائم کئے اور پھر اٹھارہویں صدی تک ان میں سے بہت سے ملکوں پر اپنا سیاسی اقتدار قائم کر لیا۔

1754 میں مشینی دور کے کے بعد جیمز واٹ نے بھاپ انجن ایجاد کیا۔ اس سے توانائی کی دنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا ہو گیا ہے اور مشینیں اب ہاتھ کے بجائے انجن سے چلنے لگی۔ پیداوار میں یہ اضافہ صنعتی انقلاب کہلایا جانے لگا۔ یہ سب ترقی کا سہرا مسلمانوں کے

علوم نتیجے میں پیدا ہوئیں۔ 1789ء کے فرانسیسی انقلاب نے حقیقت میں یورپ کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا۔ اس انقلاب کے نتیجے میں جو نظریات وافکار پیدا ہوئے انہوں نے یورپ کے سماج کی تشکیل جدید کی جس کے نتیجے میں نیشنل ازم، سیکولرازم، سوشلزم اور فیمینزم کی راہیں ہموار ہو گئیں۔

مسلم امہ کا فکری ومادی جمود

آج امت مسلمہ کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے، نہ کوئی فکری نظر ہے اور نہ عملی طور پر وہ جدوجہد نظر آتی ہے جو قریبی نشاۃ ثانیہ کا سبب بن سکے۔ بلاشبہ آج مسلم امہ کے پاس افرادی، مادی وعسکری وسائل کا بڑا ذخیرہ موجود ہے مگر معاملہ یہ ہے کہ ہم سب کچھ موجود ہونے کے باوجود ذہنی طور پر اتنے پسماندہ ہو چکے ہیں کہ اپنے وسائل سے فائدہ اٹھانے کی سکت نہیں رکھتے ہیں۔

" ہمارے پاس ایک ایسا آسمانی نظام حیات موجود ہے جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی اور نظام نہیں کر سکتا، یہ وہ نظام ہے جو بیداری، عمل اور آگے بڑھنے کی دعوت دیتا ہے، یہ وہ نظام ہے جو زندگی کی ضروریات اور زمانہ کے تقاضوں کے مطابق۔۔۔ ہم ایک کثیر التعداد امت ہیں جس کی تعداد ایک ارب سے زائد ہے اور جس کے ارکان دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔۔۔ ہم ایک ایسی امت ہیں جو کہ کرہ ارض کے دور دراز اور وسیع مقامات پر تصرف رکھتی ہے۔۔۔ ہمارے ممالک میں وہ تمام خزانے بھرے پڑے ہیں جو آج کی اکثر صنعتوں میں بطور خام مواد استعمال ہوتا ہے، اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود پٹرول ان عظیم خزانوں کا محض ایک معمولی حصہ ہے۔۔۔ ہم دنیا کی دولت مند ترین قوم یا کم از کم دولت مند ترین قوموں میں سے ایک ہیں، لیکن ہم نے نہ تو اپنی دولت کا بہترین استعمال کیا اور نہ اس کو صحیح طرح سے تقسیم کیا۔[16]

" 11 مئی 2011 کو اسلام آباد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے زیر اہتمام **امت مسلمہ اور اس کو درپیش مسائل** کے عنوان پر قومی کانفرنس کی صدارتی خطاب میں مولانا زاہد الراشدی نے بیان کیا کہ:

" امت مسلمہ سیاسی اور فکری مرکزیت سے محروم ہے۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد مسلم امہ کے پاس کوئی ایسی مرکزیت موجود نہیں ہے جس کی طرف وہ اپنے سیاسی اور فکری مسائل کی طرف رجوع کر سکے، یا وہ مسلمانوں کو دنیا کے کسی حصہ میں ان کے مسائل کے حل میں مدد دے سکے۔ ’’اسلامی سربراہ کانفرنس‘‘ تنظیم قائم ہونے کے بعد کسی درجہ میں یہ امید قائم ہوئی تھی کہ شاید وہ ایک بین الاقوامی ادارے کے طور پر یہ خلا پر کر سکے مگر اس کا کردار ’’نشستند و گفتند و برخاستند ‘‘ سے آگے نہیں بڑھ سکا۔۔۔ دنیا کے اقتصادی، معاشی اور تجارتی میدان میں مسلمانوں کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جو ان کا جائز حق ہے اور وہ ان شعبوں میں دوسری

قوموں کے تابع بلکہ ان کے دست نگر نظر آتی ہیں۔۔۔سائنس، ٹیکنالوجی اور عسکری شعبوں میں مسلم امہ بین الاقوامی برادری میں اپنے صحیح مقام سے محروم ہے۔[17]

اس میں کوئی شک نہیں کہ جمود کے نتیجے میں علمی وذہنی احساس کمتری شکار مسلمان ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اپنے دین اور اس سے متعلقہ سماجی، معاشی اور معاشرتی معاملات میں اپنے آپ کو اغیار سے کمتر سمجھنے لگے۔ ذہنی غلامی ان کے اندر اس طرح گھر کر گئی ہے کہ وہ مغربی تہذیب معاشرت ومعیشت میں مگن ہیں۔ وہ بھول گئے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ وہ دنیا کے حاکم تھے اور دنیا کو اپنا اسلامی نظام معاشرت ومعیشت دیتے تھے۔

احساس بیداری کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے علامہ اسدؒ فرماتے ہیں:

"عالم اسلام کی بیداری کے لیے ضروری ہے کہ اصلاحات کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے مسلمان اپنے مذہب اور سماجی ڈھانچہ کے متعلق معذرت خواہانہ رویہ ترک کریں۔ ایک مسلمان کو دنیا میں اپنا سر بلند کر کے رہنا چاہیے۔ اس کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ وہ باقی دنیا سے مختلف اور ممتاز ہے جس پر اس کو فخر کرنا چاہیے اور اس فرق کو ایک قیمتی وصف کی حیثیت سے محفوظ رکھنا چاہیے۔"[18]

جس قوم کا عروج وغلبہ ہوتا ہے اس کی دھاک دوسروں پر بیٹھتی جاتی ہے اور اس کا اثر ورسوخ دوسروں پر چھا جاتا ہے۔ مغلوب کی فکر غالب کی فکر کے تابع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ بھول جاتا ہے ایک وقت تھا کہ ساری تہذیب وتمدن وافکار پر اس کا غلبہ تھا اور دنیا اس کے تابع تھی۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"اسلام کے غلبہ کے دور میں تمام دنیا یہ محسوس کرتی تھی کہ تہذیب ہے تو مسلمانوں کی ہے، تمدن ہے تو مسلمانوں کا ہے، فکر وعلم ہے تو مسلمانوں کا ہے۔ پھر اس کے برعکس یہ صورتِ حال پیدا ہوئی کہ خود مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات اُتر گئی کہ کوئی تہذیب ہے تو اہلِ مغرب کی ہے، کوئی تمدن ہے تو اہلِ مغرب کا ہے، علم وفن جو کچھ بھی ہے اہلِ مغرب کا ہے۔ ہمارا کام ان کا پس خوردہ کھانا ہے۔ ہمارا کام ان کے پیچھے چلنا ہے۔ ہمارا کام ان کی تقلید کرنا ہے۔ عملاً یہی صورت پیدا ہو چکی ہے، چاہے زبان سے ہم مزاحمت کرنے کی کوشش کریں اور زبان سے ہم اظہارِ براءت بھی کریں، لیکن دیکھئے عملاً کیا ہو رہا ہے؟ عملاً یہی ہو رہا ہے کہ ہمارے اوپر مغرب کے افکار اور فلسفے، ان کی طرزِ زندگی، ان کی تہذیب اور تمدن سب کچھ چھاتا چلا جا رہا ہے۔"[19]

اسی طرح جب ذہن میں مفقود ہو جائیں اور انسان دوسروں ہی پر انحصار کرنے لگے تو رفتہ رفتہ اس کے پورے وجود کو زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پوری قوم وملت زنگ آلود ہو کر رہ جاتی ہے۔

ڈاکٹر مصطفی طحان لکھتے ہیں:

"جمود دراصل انحطاط کی راہ سہل بنانے کا ذریعہ ہے اور جب انحطاط کا عمل پروان چڑھنے لگتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ مغلوبیت کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے اور جس قدر انحطاط زیادہ ہو گا مغلوبیت کا اثر بھی اتنا ہی زیادہ ہو گا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ زوال کا شکار کیوں ہے؟ اس کے جوابات تو بہت دیے جاسکتے ہیں مگر ان میں سے اہم ترین جواب یہ ہے کہ جب سے مسلمانوں نے علم سے روگردانی کی ہے اس وقت سے ان کا زوال شروع ہوا ہے اور جب تک ہم نئے سرے سے علم کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور اپنی سوچ کو شریعت اور حقائق حیات کے مطابق نہیں بنائیں گے اس وقت تک ذلت وپسی سے نکلنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔"[20]

امامت وقیادت

اللہ رب العزت نے رہنمائی سے انسانیت کا آغاز کیا ہے اور پھر انسانوں کے لیے بطور رہنما قائد وامام ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام بھیجے۔ خاتم النبیین کے بعد یہ ذمہ داری امت مسلمہ پر ہے کہ وہ اپنے معاملات شورائی نظام کے تحت سمع واطاعت کی پابندی کرتے ہوئے دنیاو آخرت کی کامیابی کی منازل طے کریں۔ جب تک امت نے اس سبق کو یاد رکھا اور عملی اقدام کیا وہ غالب رہی مگر جب امامت وقیادت سے بیگانہ ہوئی تو دشمنوں نے ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ مسلم امہ آج پستی کے جس سے گزر رہی ہے اس کا درد رکھنے والا ہر فرد اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ امامت وقیادت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ مسلم امہ اپنے نصب العین سے ہٹ گئی ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو امام ورہنما سے بے نیاز کر لیا ہے۔ اور عروج کی طرف پیش قدمی کرنے کے بجائے پستی کو گلے سے لگالیا ہے۔

امامت وقیادت کی تعریف:

امامت آگے بڑھنے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح امام آگے بڑھنے والے رہنما کو کہتے ہیں۔

صاحب قاموس القرآن قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی لکھتے ہیں:

"امام کے معنی پیشوا، رہنما، راستہ کے ہیں۔ امام کہتے ہیں اس کو جس کی اقتدا کی جائے خواہ وہ انسان ہو یا کتاب ہو یا کوئی اور چیز نیز وہ مقتدا بر حق ہو، یا باطل پر ہو، چنانچہ اسی عموم کی وجہ سے فرمایا گیا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم ترجمہ جس دن ہم سب انسانوں کو ان کے رہنماؤں کے ساتھ بلائیں گے۔"[21]

امامت کی تعریف کے متعلق علامہ ماوردی "الاحکام السلطانیۃ" میں لکھتے ہیں:

" الامامة موضوعة لخلافة النبوة فی حراسة الدین وسیاسة الدنیا۔"[22]

"امامت دین کی حفاظت اور دنیاوی امور کو سرانجام دینے کے لئے نبوت کے نائب کے طور پر وضع گئی ہے۔"

اہل تشیع کے نزدیک امامت سے مراد یہ ہے کہ جس طرح اللہ نے صفت عدل ااور حکمت ورحمت کے لازمی تقاضے سے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا، انبیاورسل کو لوگوں کی ہدایت رہنمائی اور قیادت و سربراہی کے لیے مبعوث کیا تاکہ اتمام حجت ہو۔ اسی طرح اللہ نے انبیاورسل کے بعد بندوں کی ہدایت ورہنمائی اور قیادت وسیادت جاری رکھنے کے لیے اور ان پر حجت قائم رہنے کے لیے امامت کا سلسلہ قائم کیا اور قیامت تک کے لیے امام نامزد کر دیا ہے۔

آیۃ اللہ جعفر سبحانی اپنی کتاب امت کی رہبری میں لکھتے ہیں:

"امامت، نبوت کی طرح ایک انتصابی منصب ہے اور اس کا عہدہ دار خود خدا کی طرف سے، معین و منصوب ہوتا ہے۔ اس بنیاد پر امام رسالت ہی کا سلسلہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ پیغمبر شریعت کی بنیاد رکھنے والا اور آسمانی پیام لانے والا ہے اور امام شریعت کو بیان کرنے والا اور اس کا محافظ و نگہبان ہے۔ امام، نزول وحی کے علاوہ تمام مراتب میں پیغمبر اکرم ﷺ کے برابر اور قدم بقدم ہے اور وہ تمام شرائط جو پیغمبر ﷺ کے لئے ضروری ولازم قرار دیے گئے ہیں (مثلاً اسلام کے معارف، اس کے اصول و فروع اور احکام کا علم اور ہر طرح کی خطاو گناہ سے اس کا محفوظ ہونا) بعینہ امام کے لئے بھی لازم وضروری ہیں۔"[23]

امامت سے متعلق مذاہب اربعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ امامت سے مراد دین کی حفاظت کرنے، دنیاوی امور کی تدبیر اور نظم ونسق کرنے میں نبوت کی نیابت کا نام ہے۔ گویا امام سے مراد مذہبی اور دینی قائد ہے جو ریاست کے امور کو قرآن وسنت کے مطابق سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون میں لکھتے ہیں:

"الإمامة نيابة عن صاحب الشريعة في حفظ الدين وسياسة الدنيا"[24]

"امامت کا مطلب دنیاوی سیاست اور دین کی حفاظت میں صاحب شریعت کی نیابت ہے۔"

کوئی قوم و ملت وحدت فکرو عمل کے ذریعے ہی مضبوط و مستحکم ہوتی ہے اور وحدت فکر و عمل، بے غیر امام، قائد ور ہنما کے ممکن نہیں ہے۔ امامت و قیادت کا تصور یہ ہے کہ کسی قوم اور ریاست کی ایسی سربراہی اور رہنمائی جو اس قوم اور اس ریاست کو اپنی منزل مقصود تک پہنچادے۔ کوئی قوم اور کوئی ریاست صحیح قیادت کے بغیر منظم نہیں ہو سکتی اور نہ ہی عروج حاصل کر سکتی ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے امت مسلمہ کے لیے ایسے قائد کے ضرورت کو محسوس کیا ہے جو ان کے نزدیک ان امور کو بحسن خوبی سر انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

"وہ عالی دماغ، حوصلہ مند انسان جو مغربی تہذیب اور اس کے تمام نظریات انکشافات اور قوتوں کے ساتھ خام مال (Raw Material) کا سا معاملہ کرے اور اس سے ایک نئی اور طاقت ور تہذیب کی عمارت تعمیر کرے، جو ایک طرف ایمان، اخلاق، تقوی، رحم دلی اور انصاف پر قائم ہو، دوسری طرف اس میں اس کی مخصوص ذہانت، قوتِ ایجاد اور جدتِ فکر جلوہ گر ہو، وہ مغربی تہذیب کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ تکمیل و ترقی کے آخری مراحل سے گزر چکی ہے اور اس پر آخری مہر لگ چکی ہے، اور اب اس میں کسی ترمیم و اضافہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کو جوں کا توں اور اس کے سارے عیوب کے ساتھ قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے، بلکہ وہ اس پر علیٰحدہ علیٰحدہ اجزاء کی حیثیت سے نظر ڈالے، جس چیز کو چاہے رد کرے اور جس چیز کو چاہے اختیار کرے، اور پھر اس سے زندگی کا ایک ایسا ڈھانچہ تیار کرے جو اس کے مقاصد، اس کے عقیدہ، اس کے مبادی اور اصول اخلاق کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ وہ شخص، جو مغرب کو اپنا امام اور رہنما اور خود کو اس کا مقلد اور شاگرد اور خوشہ چیں تسلیم نہ کرتا ہو، بلکہ یہ سمجھے کہ وہ اس کا ایک رفیق سفر اور معاصر ہے، جو مخصوص حالات کی وجہ سے بعض مادی اور اقتصادی علوم میں اس سے سبقت لے گیا ہے۔"[25]

قوم اسی وقت ترقی اور عروج حاصل کرتی ہیں جب اس کے وسائل کو قوم کے امام و قائد صحیح استعمال کر کے قوم کے حق میں مفید بنا دیں۔ ڈاکٹر محمد امین اپنی کتاب مسلم نشاۃ ثانیہ۔ اساس اور لائحہ عمل میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

"ہر قوم کی قوت کا بنیادی منبع اس کی کسی نہ کسی نظریہ حیات سے محکم وابستگی ہوتا ہے۔ اس وابستگی کی بنیاد پر وہ تین قسم کے وسائل کو ترقی دے کر عروج سے ہمکنار ہو سکتی ہے: انسانی وسائل human resources نمو یا ترقیاتی وسائل developmental resources مادی وسائل material resources"[26]

حقیقت یہ ہے کہ ان تمام وسائل کا استعمال بغیر صالح قیادت کے ناممکن ہے۔ اب جبکہ امت مسلمہ کے پاس یہ تمام وسائل موجود ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کوئی امامت و قیادت کرنے والا نہیں ہے۔ حالانکہ ہماری ترقی اور عروج کا معاملہ اس طرح تھا کہ امت مسلمہ کا امام، قیادت کی ذمہ داری کو اس طرح نبھاتا تھا کہ خشکی وتری سب نور لا الہ الا اللہ سے منور ہو گیا تھا۔

"دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے"[27]

حاصل مطالعہ

تصور امت بہت جامع و اہم تصّور ہے۔ امت کا تصور بغیر امامت و قیادت کے ممکن نہیں ہے۔ امت کی امامت و قیادت دراصل امت کی رخ زندگی کو طے کرتا ہے۔ صحیح رخ کا انتخاب، اس میں رہنمائی اور ہدایات یہی تو فرد کی انفرادی زندگی کو ربط دے کر اجتماعیت میں اور قوم کی اجتماعی زندگی کو بقاء کی طرف گامزن رکھنے میں اصل کردار ادا کرتی ہے۔ انسانی زندگی حرکت و عمل کا نام ہے۔ اور قوم وملت کی زندگی وبقا اسی پر ہے کہ وہ اس دعوت کو اپنے اندر زندہ رکھیں اور جاری رکھیں جیساکہ كنتم خيرامة میں فرمایا گیالہذا تامرون بالمعروف اور تنہون عن المنكر، یہ امامت کبریٰ ہی کے نتیجے میں ممکن ہے۔

وجودِ ملت کے لیے امامت کتنی اہمیت کی حامل ہے یہ ملت کی اجتماعی ہیت اور اس کی عظمت کی بنیاد پر ہے۔ یعنی جس قدر تصّور قوم و ملت، عظمت و سربلند ہو اسی قدر تصورِ امامت بھی اعلیٰ وارفع ہونا چاہیے۔ قرآن و حدیث کی اس روح حقیقی سے آشنا جانتے ہیں کہ مسلم امہ کی شناخت منفرد ہے۔ اسے اغیار کے ساتھ مطابقت کرنا رسوائی کا سبب ہے۔

"اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی"[28]

ملت اسلامیہ کی ترکیب رسول رحمت ﷺ کے ساتھ خاص ہے لہذا ملت اسلامیہ کی بقا اسی میں ہے کہ امامت وقیادت کے فرائض کو سنبھالے۔ موجودہ عالمی تناظر میں یہ حقیقت سب پر واضح ہو چکا ہے کہ عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ نڈر اور بے باک قیادت و امامت کا فقدان ہے۔

قیادت کی اہمیت جسم انسانی میں دل و دماغ، کی مانند ہے جو پورے جسم کو خون پہنچانے اور غور و فکر کا کام انجام دیتا ہے۔ با لکل اسی طرح قیادت پوری قوم وملت کی بقا کا علمبردار ہوتا ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کی مثال ہمارے سامنے ہے، جنھوں نے عرب کی تاریکی کو اپنی قیادت کے ذریعے روشنی میں بدل دیا۔۔ آپ ﷺ کی رحلت تمام صحابہ کرامؓ کے لیے سب سے بڑا سانحہ تھا، مگر وہ

حالات و واقعات کو دیکھا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حالت غم میں ہونے کے باوجود قیادت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے سب سے پہلے قیادت کا انتخاب کیا۔ پھر تدفین کے مراحل کو پورا کیا عالم اسلام کی اس وقت اضطرابی کیفیت، پسماندگی اور دگرگوں حالت قیادت سے خالی ہونے کی وجہ سے ہے۔

"ہنوز ایں چرخِ نیلی کج خرام است

ہنوز ایں کارواں دور از مقام است

ز کارِ بے نظام او چہ گویم

تو می دانی کہ ملت بے امام است"[29]

"ابھی تک آسمان ٹیڑھی چال چل رہا ہے۔ ابھی تک یہ قافلہ (مسلمانوں کا) اپنے اصل مقام سے دور ہے۔

میں اس کی زندگی کے بے ترتیب کام سے متعلق کیا کہوں۔ تو جانتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا کوئی رہنما نہیں ہے۔"

اب امت مسلمہ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس فکر کو پروان چڑھائے، احساس کو بیدار کرے اور اپنے اندر ایسے افراد کو پیدا کرے جو امت مسلمہ کی قیادت کا وہ فریضہ سرانجام دے جو غفلت کے سبب امت سے کھو چکا ہے اور امت مسلمہ کو نشاۃ ثانیہ سے ہمکنار کرے۔

مصادر و مراجع:

[1] القرآن، 22:26-27۔

al-Quran, 22:26-27.

[2] القرآن 16:120۔

al-Quran, 16:120.

[3] القرآن، 2:124۔

al-Quran, 2:124.

[4] القرآن، 2:128۔

al-Quran, 2:128.

[5] القرآن، 6:165۔

al-Quran, 6:165.

[6] القرآن، 22:75۔

al-Quran, 75:22.

7 القرآن،3:110۔

al-Quran, 3:110.

8 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، تفسیر عثمانی،(کراچی: دارالاشاعت، 1993)1/109۔

Allama Shabbir Ahmad Uthmani, Tafsir Uthmani, (Karachi: Dar al Ishaat, 1993) 1/109.

9 القرآن،2:143۔

al-Quran, 2:143

10 سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، تفہیم القرآن،(لاہور: ادارہ ترجمان القرآن،2008)1/119۔

Syed Abu al-Aala Maududi,Tafhim al-Quran, (Lahore: Idara Tarjuman al-Quran, 2008) 1/119.

11 مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ، معالم العرفان فی دروس القرآن،(گوجرانوالہ: مکتبہ دروس القرآن،2009)3/358۔

Maulana Sufi Abd al-Hamid Sawati, Ma'alim al-Irfan fi Durus al-Quran, (Gujranwala: Maktaba Durus al-Quran, 2009) 3/358

12 ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ آل عمران،(ریاض: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع،1417ھ)حدیث: 3001۔

Abu Isa Muhammad bin Isa Tirmidhi, Sunan Tirmidhi, Kitab Tafsir al-Quran, Bab wa min .Surah al-Imran, (Riyadh: Maktaba al-Maarif li al-Nashr wa Tauzi', 1417 AH) Hadith no. 3001

13 مودودیؒ، تفہیم القرآن،119۔

.Maududi,Tafhim al-Quran,119

14 ڈاکٹر حفیظ الرحمن صدیقی، مسلم نشاۃ ثانیہ،(کراچی: مطبوعات جاوید،1989)121۔

Dr Hafeez al-Rahman Siddiqi, Muslim Nash'at Thania (Karachi: Matbuat Javaid, 1989)121.

15 ڈاکٹر عطش درانی، تناظرات اسلامی سائنس،(لاہور: فیروز سنز،1994)107۔

Dr 'Atsh Durrani, Tanazurat Islami Science (Lahore: Feroz sons, 1994)107.

16 ڈاکٹر احسان حقی، مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ (اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی،1998)10-11۔

Dr Ihsan Haqqi, Musalmanoon ki Nash'at Thania (Islamabad:Dawah Academy, 1998) 10-11.

17 مولانا زاہد الراشدی، امت مسلمہ کے مسائل و مشکلات اور علماء کا کردار، مستفاد بتاریخ 11 مئی 2011، مستفاد از: http://zahidrashdi.org/3322

Maulana Zahid al-Rashidi, Ummat Muslima kay Masail wa Mushkilat awr Ulama ka Kirdar, :Retrieved on 11th May 2011, from
http://zahidrashdi.org/3322

18 علامہ محمد اسد، ملت اسلامیہ دوراہے پر(لاہور: دارالسلام،2004)81۔

Allama Muhammad Asad Millat Islam Dorahay par, (Lahore: Dar al-Salam, 2004) 81

19 سید ابوالاعلیٰ مودودی، قوموں کے عروج وزوال پر علمی تحقیقات کے اثرات(لاہور: ادارہ ترجمان القرآن،1992)62۔

Syed Abu al-Aala Maududi,Qumon kay Urooj wa Zawal par Ilmi Tahqiqat kay Athrat (Lahore: Idara Tarjuman al-Quran, 1992) 62

20 ڈاکٹر مصطفی محمد الطحان، معتدل اسلامی فکر(لاہور: مکتبۃ المصباح،2008)469۔

Dr Mustafa Muhammad al-Tahhan, Mu'tadil Islami Fikr (Lahore: Maktaba al-Misbah, 208) . 469

[21] قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی، قاموس القرآن (کراچی: دارالاشاعت، 1994)86۔

Qadi Zain al-Abidin Sajjad Merathi,Qamoos al-Quran (Karachi: Dar al-Isha'at,1994) 86.

[22] ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، الاحکام السلطانیہ (قاہرہ: دار الحدیث، 2006)15۔

Abu al-Hassan Ali bin Muhammad Mawardi, al-Ahkam al-Sultaniyyah, Cairo:Dar al-Hadith, . 206)15

[23] آیۃ اللہ جعفر سبحانی، امت کی رہبری (ایران: مجمع جہانی اہل بیت، 2003)20۔

Ayah Allah Jafar Subhani, Ummat ki Rahbari (Iran: Majma' Jahani Ahl Bait, 2003) 20.

[24] علامہ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون (لاہور: الفیصل ناشران، 2019)283۔

Allama Ibn Khaldoon, Muqadma Ibn Khaldoon, (Lahore: al-Faisal Nashrishan, 2019)283.

[25] مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش (کراچی: مجلس نشریات اسلام، س ن)299۔

Maulana Syed Abu-al-Hassan Ali Nadvi,Muslim Mamalik mein Islamiat awr Maghribiyyat ki Kashmakash, .(Karachi: Majlis Nashriyat Islam, nd) 299

[26] ڈاکٹر محمد امین، مسلم نشاۃ ثانیہ۔ اساس اور لائحہ عمل (لاہور: ادارہ مطبوعات طلبہ، 2011)48۔

Dr Muhammad Amin, Muslim Nash'at Thania. Asas awr Laiha Amal (Lahore: Idara Matbu'at . Talaba, 2001) 48

[27] علامہ محمد اقبال، بانگ درا (لاہور: الفیصل ناشران، 1998)209۔

Allama Muhammad Iqbal, Bang Dara, (Lahore: al-Faisal Nashrishan, 1998)209.

[28] ایضا، 190۔

.Ibdi, 190

[29] علامہ محمد اقبال، ارمغان حجاز (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1955)54۔

Allama Muhammad Iqbal, Armaghan Hijaz, (Lahore: Shaikh Ghulam Ali and sons, 1955)54.